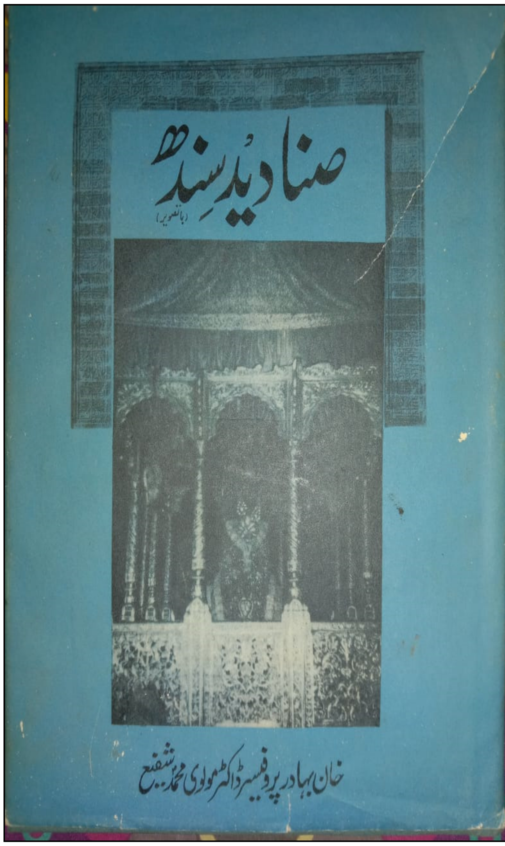
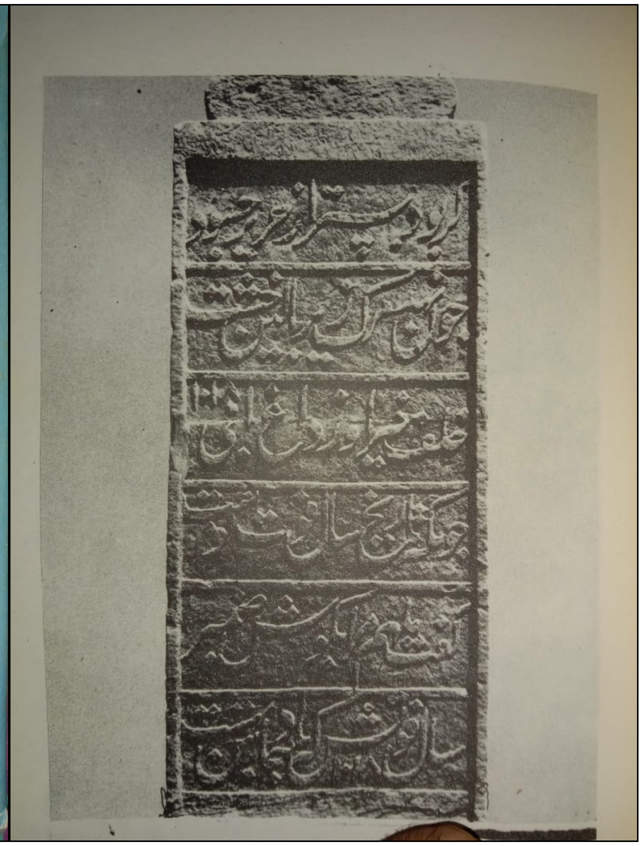
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**تحفہ یا علیؑ مدد**

## سندھ میں جناب خدیجہ بنت امام موسیٰ کاظمؑ کا مرقد تحقیق طلب معاملہ ہے آثارِ آلِ محمدؑ کو ثابت کرنے کے لیے ٹھوس دلائل کی ضرورت ہے۔

**پہلی بات:** خدیجہ بنت امام کاظمؑ سے منسوب کی جانے والی قبر کی بحث میں بنیادی حیثیت اس کتبے کو حاصل ہے جس پر ۲۰۷ھ کا سن بتایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کتبہ اُسی زمانے کا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ۴۰۰ برس پہلے کتبوں پر اس طرح کی فارسی لکھنے کا رواج نہ تھا یہ کتبے اس وقت کے مروجہ رسم الخط کے مطابق عربی اور کوفی رسم الخط میں ہوتے تھے اس کا ثبوت سندھ ہی میں موجود وہ مسجد بھی ہے جسے محمد بن قاسم کے عہد سے نسبت دی جاتی ہے اس پر خط کوفی کے آثار پائے گئے ہیں شائقین اس کی ویڈیو بھی یوٹیوب پر دیکھ سکتے ہیں لہذا اگر یہ کتبہ اسی زمانے کا ہے تو اسے خط کوفی میں عربی عبارت میں ہونا چاہیے تھا نہ کہ فارسی میں۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتبہ بعد میں کسی نے لکھا ہوگا اور اسی زمانے کے مروجہ املے میں لکھا گیا جیسا کہ مکلی اور سندھ کے دیگر آثار قدیمہ کی فارسی تحریروں سے واضح ہے ان میں سے بیشتر بارہویں صدی ہجری کی ہیں اس لیے بطور ثبوت چند کے عکس بھی ساتھ منسلک ہیں۔ یہ عکس میراث جاودان سے لیے گئے ہیں جو دو جلدوں میں رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران اسلام آباد سے ۱۳۷۱ش میں چھپی تھی جس میں پاکستان میں موجود قدیم ایرانی کتبوں کی تفصیلات ہیں اس کے علاوہ کچھ صفحات صنادید سندھ طبع ۱۹۷۰ء از پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع کے بھی ہیں۔ کتبوں کی تحقیق میں رسم الخط اور اس کے زمانے کا تعین ناگزیر ہوتا ہے اس لیے توجہ فرمائیں۔



**دوسری بات:** نامور نسّاب ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب (۸۲۸ھ) میں امام موسی کاظمؑ کی دو بیٹیوں خدیجہ کبریٰ اور خدیجہ صغریٰ کا ذکر کیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سندھ میں خدیجہ بنت امام کاظمؑ کی قبر ہے تو دونوں میں سے کس کی ہے؟

**تیسری بات:** اب آیئے کتبے پر لکھی تاریخ وفات پر بات ہو جائے۔ اس پر لکھا ہے "غرّہ شعبان"۔ بیان کرنے والے فرد کا کہنا ہے کہ یہ عُزّہ بھی ہو سکتا ہے جو کہ بقول ان کے اس زمانے میں مدینے سے ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اگر ایسا ہے تو اس کی تاریخی سند چاہیے ہوگی جو کہ تاحال کسی طرح بھی ثابت نہیں ہے البتہ ایک سمجھدار انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب شعبان کا ذکر ہے تو اس کے ساتھ یہ لفظ غرّہ کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ بقول ان کے غُرّہ کے معنی نیمہ شعبان۔ کے ہیں جبکہ ارباب علم جانتے ہیں کہ غرّہ چاند رات یا پہلی تاریخ کو کہتے ہیں۔

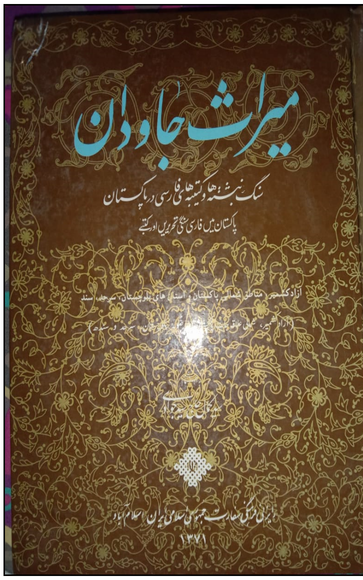
**چوتھی بات:** اس کتبے میں غُرّہ شعبان کا دن دوشنبہ یعنی پیر لکھا گیا ہے اور سال ۲۰۷ھ۔ قدیم تقویم کے مقابلے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس دن ہفتہ تھا۔ مناسب ہو گا کہ اگر یہاں ڈان اخبار کے نامور ایڈیٹر اور ماہر آثار قدیمہ اور خصوصاً سندھ کے قدیم آثار پر لکھنے والے جناب ابو بکر شیخ کے اس تحقیقی مضمون سے وہ اقتباس بھی نقل کر دیا جائے جس میں وہ صاحب قبر کے نام کے ساتھ ان۔ کا تعارف بھی درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی کتبے کے حوالے سے ایک نیا گوشہ بھی سامنے لاتے ہیں جس سے ہمارے بیان کو خاطر خواہ تقویت ملتی ہے۔ یہ مضمون اگھم کوٹ سے متعلق ہے جہاں یہ قبر واقع ہے۔ پہلے اقتباس دیکھیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"درگاہ کے مغرب میں ایک ایرانی نژاد بیگم کی قبر ہے جس پر کچھ برس پہلے چار دیواری بنائی گئی ہے، مگر یہ قبر قدیم ہے جس کے کتبے پر یہ تحریر ہے:

"تاریخ فوت بی بی ماہم، غرہ شعبان روز دوشنبہ بوقت نماز سنہ ۱۰۷ط"

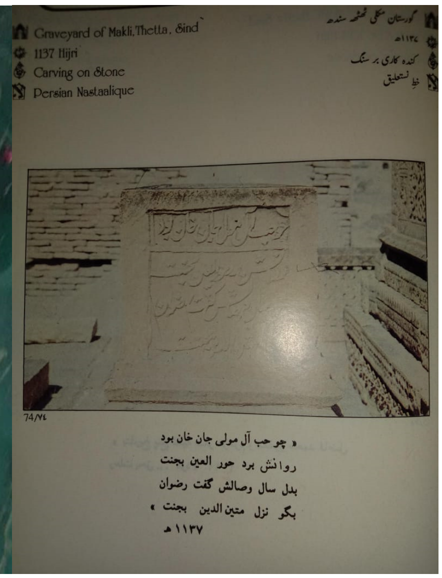
اگر ہم 'ط' کو اہمیت نہ دیں تو یہ انتہائی قدیم کتبہ بن جاتا ہے۔ یعنی ۱۰۷ ہجری۔ مگر اُس وقت فارسی کی تحریر یہاں مروج نہیں تھی اور اگر 'ط' کو ہم استعمال کرتے ہیں تو 1070 ہجری سن نکلتا ہے جو ارغون زمانے کا ہے، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہاں پر کچھ مغل بادشاہ اپنے خاندانوں سمیت بھی مقیم رہے ہوں گے مگر کھدائی سے پہلے کچھ بھی وثوق سے نہیں کہا جاسکتا، البتہ آپ اندازہ لگانے کا حق بجا رکھتے ہیں۔"

یہ مضمون ڈان کی ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس کا لنک ساتھ ہی منسلک ہے آپ چاہیں تو مکمل مضمون پڑھ سکتے ہیں یہ بیانات اس علاقے ہی کے لوگوں کے ہیں جن سے محقق صاحب ملے تھے اور یہ باتیں وہاں کے لوگوں میں مشہور ہیں۔ اگر اس کتبے پر لکھے سن۔ کو ۱۰۷۰ مان۔ لیا جائے تو پیر ہی کا دن پڑتا ہے اس کی تصویر بھی ساتھ ہی منسلک۔ ہے اور ہمارے بیان کی تائید کرتی ہے کہ یہ سن ۱۷۰ نہیں بلکہ ۱۰۷۰ ہے اور اسی لیے فارسی رسم الخط میں۔ لکھا گیا ہے۔ مدارس اور مساجد کا شہر، اگھم کوٹ۔










http://www.dawnnews.tv/news/1042822?ref=whatsapp

**پانچویں بات:**

میں ہمیشہ سے اس بات کا قائل رہا ہوں کہ سادات نے ہندوستان کی طرف ایک خاص مقصد کے تحت ہجرت کی اور مسلسل کی اور شاید یہ سوچ کر کہ یہاں انھیں آرام و سکون میسر آسکے گا۔ اس طرح کے جتنے سادات آئے ان کی تفصیلات ہمارے پاس موجود ہیں۔ عبد اللہ شاہ غازی کا ذکر تاریخ طبری۔ تاریخ ابن کثیر۔ مقاتل الطالبین۔ عمدۃ الطالب وغیرہ میں ہے اس کے علاوہ دیگر سادات جو یہاں آئے ان کی مکمل تفصیل سادات کے نسب ناموں میں موجود ہیں سادات عالم غربت میں آوارہ وطن ضرور ہوئے لیکن تاریخ میں گم نام نہیں ہیں۔ ہند و پاک میں جس قدر اولیاء ہیں ان۔ کے حالات مل جاتے ہیں مع ان کی اولاد کی تفصیل کے۔ سوال یہ ہے کہ جب دور دور کی نسلوں کی اتنی تفصیل ہے تو کیا امام موسیٰ کاظمؑ کی بیٹی اتنی معمولی شخصیت تھیں کہ تاریخ ان کی ہجرت تک۔ کا ذکر نہ کرتی اور اگر عرب ان کو فراموش کر بھی دیتے تو وہ اہل سندھ جنھوں نے گلی گلی علم لگائے اور اہلبیت سے عقیدت کا اظہار کیا وہ امام کی براہ راست بیٹی کو بھول جاتے؟ سنجیدگی سے سوچیے گا۔۔۔۔

سندھ کی قدیم۔ سے قدیم تر تاریخ محفوظ ہے جن میں چچ نامہ۔ ماثر الکرام وغیرہ کے نام آتے ہیں تمام کتابوں کو دیکھ ڈالیے کہیں امام کی بیٹی کا ذکر تک نہیں ہے اتنی اہم ہستی کو لوگ بھول جاتے جب کہ وہ تمام اولیاء کا ذکر تفصیل سے کرتے ہیں۔

شاہ عبد الطیف بھٹائی بھی امام موسی کاظمؑ کی اولاد میں ہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ کیا آپ کی قبر پر نہ آتے اور زیارت نہ کرتے جبکہ ان کا۔ مدفن اس علاقے سے قریب بھی ہے۔

جو صاحب اس کے مدعی ہیں کہ قبر بنت امام کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ خدیجہ بنت امام کاظم کی قبر نہیں۔ ملتی تو یہ ان کی قبر ہو سکتی ہے تو سوال یہ ہے کہ امام کی سوائے چند بیٹیوں کے کسی کی قبر نہیں ملتی تو کیا باقی کے لیے بھی یہی رائے قائم کی۔ جائے؟

اہل۔ سندھ اہلبیت سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اس لیے ان کی سر زمین۔ پر ایسی بہت سی باتیں ہیں جو وہ اہلبیت سے منسوب کرتے ہیں۔ نسبت کی وجہ سے وہ۔ بلاشبہ لائق احترام و تعظیم ہیں اور میں اکثر ان مقامات پر جاتا بھی رہتا ہوں لیکن کسی قبر کو امام کی بیٹی حتمی قبر کہہ دینا اور وہ بھی بغیر کسی دلیل یا ثبوت کے مناسب نہیں۔ لگتا۔ لیکن پھر بھی یہ ضرور کیوں گا کہ وہاں کے مکین اگر اسے مدینے والی بی بی کی۔ قبر کہتے ہیں تو وہ یقینا کوئی قابل احترام۔ ہستی ہو سکتی ہیں اور اس نسبت سے اس کا احترام ہونا چاہیے لیکن۔ یہ ذہن میں رہنا ضروری ہو گا کہ یہ قبر کسی امام کی براہ راست صاحبزادی کی نہیں ہے۔

گفتگو تمام۔ ہوئی۔

اب ملاحضہ فرمائیں بی بی پاک خدیجہ بنت امام موسیٰ کاظمؑ سے منسوب ایران میں روضے کی عمارت

# بی بی خدیجہ بنت امام موسی کاظمؑ سے منسوب روضہ

ایران کے صوبے یزد کے شہر میبد میں خدیجہ بنت امام موسی کاظمؑ سے منسوب روضہ ۔ روضے کی عمارت قاچاری عہد کی یادگار ہے اور شمارہ 2529 و تاریخ 15/9/1378 کے تحت آثار تاریخی وملّی ایران میں رجسٹرڈ ہے۔




طالب دعا: شیعیان علی ڈاٹ کام
تحقیق: مولانا سید ارتضیٰ عباس نقوی عفی عنہ




السلام علیک ایتها السیدة الکریمة بی بی خدیجه خاتون و رحمة الله و برکاته